رمضان المبارک صبر اور ثابت قدمی کے ساتھ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے ساتھ باندھنے کا مہینہ ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴؍نومبر ۱۹۶۹ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

☆ رمضان المبارک پانچ عبادات پر مشتمل ہے۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کو صبر کا مہینہ کہا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔

☆ آفات نفس سے بچنے کے لئے حدود کی پابندی ضروری ہے۔

☆ دعائیں تبھی قبول ہوتی ہیں جب انسان عبودیت کا تقاضا پورا کرے۔

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ تلاوت فرمائیں:۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ o الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرۃ: ۴۶، ۴۷)

اس کے بعد فرمایا:۔

گذشتہ جمعہ، میں نے بتایا تھا کہ ماہِ رمضان پانچ عبادات پر مشتمل ہے ایک عبادت تو روزہ رکھنا ہے دوسرے فرض نمازوں کے علاوہ قیام لیل ہے۔ یعنی رات کے وقت نوافل ادا کرنا اور عاجزانہ طور پر اپنے ربّ کے حضور جھک کر اس سے ہر قسم کی خیر طلب کرنا۔ تیسرے کثرت تلاوتِ قرآن۔ چوتھے سخاوت اور پانچویں آفاتِ نفس سے بچنے کی کوشش جو بذاتِ خود ایک عبادت ہے۔

روزہ کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حقیقت بیان کی ہے کہ ایک انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دنیا کے آرام، آسائش اور کھانے پینے کو چھوڑتا ہے اور دوسرے یہ کوشش کرتا ہے کہ کسی اور کو اس کی زبان یا ہاتھ سے کوئی دکھ نہ پہنچے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ان چیزوں کا خیال نہیں رکھتا اسے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو صرف یہ بات محبوب نہیں ہو سکتی کہ کسی نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور بھوکا پیاسا رہا بلکہ اس کے پیچھے جو حکمت ہے اور اس میں جو سبق دیا گیا ہے اس حکمت اور سبق کو یاد رکھ کر اس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ سخاوت حقوق العباد کی طرف اشارہ کرتی ہے اور یہ علامت ہے تمام حقوق العباد کی ادائیگی کی اور اس میں یہ فرمایا ہے کہ بنیادی حکم یہ ہے کہ دوسروں سے تعلقات میں صرف عدل اور انصاف پر نہیں ٹھہر جانا بلکہ جود وسخا کرنی ہے اگر ہر شخص یہ کوشش کرے کہ میرے بھائی انسان کا جو حق ہے میں نے صرف وہی ادا نہیں کرنا بلکہ میں نے اس حق سے زائد ادا کرنا ہے تو ساری بیماریاں معاشرہ کی اور ساری خرابیاں اقتصادیات کی خود بخود دور ہو جاتی ہیں اور اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو

نفس کی آفات ہیں میں ایسی نفسانی خواہشات جو انسان کو ناپاکی کی طرف بُلا رہی ہوں اور اسے گندگی کی طرف دھکیل رہی ہوں ان خواہشات نفس اور آفات نفس سے بچنے کی کوشش کی جائے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ بُرائی سے بچنے کے لئے اس قدر احتیاط برتو کہ نفس کے جائز حقوق کو بھی ایک حد تک چھوڑ دو مثلاً میاں بیوی کے تعلقات ہیں۔ یہ تعلقات بہر حال جائز ہیں لیکن روزہ کے ایام میں روزہ کے دوران ان تعلقات کو قائم کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ رات کے وقت تو ان تعلقات کو قائم کرنے کی اجازت ہے لیکن روزہ کے وقت اسلام نے یہ تعلقات بھی چھڑوا دیئے۔ یہ سبق دینے کے لئے کہ آفاتِ نفس سے بچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حدود قائم کی ہیں ان حدود کے قریب بھی آدمی نہ جائے۔ ہاں ان حدود سے وَرے اجازت ہے۔ حد ایک باریک لکیر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم دی ہے کہ اس باریک لکیر کے قریب بھی نہ جاؤ۔ (دوسری جگہ اس کی وضاحت کر دی ہے) بلکہ کافی وَرے رہو تا کہ تم کسی قسم کا کوئی خطرہ مول نہ لو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (ماہ رمضان) کو صبر کا مہینہ بھی کہا ہے اور جو آیت ابھی میں نے تلاوت کی ہے یعنی وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے۔ اس کا ایک بطن میرے نزدیک یہ بھی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ صبر کے ذریعہ یعنی رمضان کی ذمہ داریاں نبھانے، عبادات بجالانے اور دعا کے ساتھ مجھ سے مدد مانگو وہ دعا جو عبادت ہے وہ تو صبر کے اندر آ جاتی ہے کیونکہ جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ یہ ماہ صبر یا ماہ رمضان پانچ عبادات پر مشتمل ہے۔ ان عبادات میں دعا بھی شامل ہے۔ رات کے نوافل بھی شامل ہیں لیکن اس ماہ کی دعا یعنی ماہ رمضان کی دعا جو نوافل ہیں اور جو عبادات کے طور پر ہیں اس کے علاوہ ایک اور دعا کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ نماز جو عبادت ہے وہ تو صبر کے اندر آتی ہے لیکن یہاں الصلوٰۃ کے لفظ سے اس معنی میں جو میں کر رہا ہوں ایک خاص دعا کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس لفظ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا ہے کہ اگر تمہیں مجھ سے استعانت حاصل کرنے، مجھ سے مدد حاصل کرنے اور استمداد کی خواہش ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ جتنی طاقت اور قوت اب تک تمہیں مل چکی ہے اور عطا ہو چکی ہے اسے تم میری راہ میں خرچ کرو یعنی اپنی تدبیر کو اپنی انتہاء تک پہنچاؤ۔

صبر جن عبادات کی طرف اشارہ کر رہا ہے (میں نے بتایا ہے کہ یہ لفظ اصولی طور پر تمام ذمہ داریوں

کا احاطہ کئے ہوئے ہے) وہ یہ ہیں۔

ا۔ دنیا کو خدا کے لئے چھوڑنا۔۲۔ خدا کے لئے آفاتِ نفس سے بچنا۔۳۔ اللہ کی رضا کے لئے دوسروں سے عدل وانصاف سے بڑھ کر جود وسخا کا معاملہ کرنا۔۴۔ اپنے محبوب کی محبت کی تڑپ کی وجہ سے راتوں کی نیند بھول جانا اور اس کا احساس بھی نہ رکھنا۔ ہر وقت اور راتوں کو اُٹھ کر بھی اللہ کے حضور جھکنا اس سے پیار کا اظہار کرنا اور اس کے پیار کو طلب کرنا۔۵۔ آفاتِ نفس سے بچنا۔ یہ پانچوں چیزیں اس جگہ صبر کے لفظ کے اندر آ جاتی ہیں کیونکہ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے ماہِ رمضان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شَهْرُ الصَّبْرِ (یعنی صبر کا مہینہ) بھی کہا ہے اور صبر کے معنی ہیں استقلال کے ساتھ ان باتوں پر کاربند رہنا اور بندھے رہنا (جیسے ایک آدمی دو چیزوں کو باہم باندھ دیتا ہے اور پھر وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتیں) اسی طرح صبر کے معنی میں یہ مفہوم بھی شامل ہے کہ انسان خود کو ان چیزوں سے جن کا ہماری عقل تقاضا کرتی ہے یا جن کا ہماری شریعت (قرآن کریم) تقاضا کرتی ہے اس طرح باندھ لے کہ پھر جدائی کا امکان ہی باقی نہ رہے اور اس معنی کے لحاظ سے صبر کے اندر تمام ذمہ داریاں اور ان ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے ثباتِ قدم کا حصول اور ان کو پوری ہمت اور عزم کے ساتھ ادا کرنا سب چیزیں آ جاتی ہیں۔غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم ربّ العالمین کی مدد چاہتے ہو تو تمہیں آج تک ربّ العالمین نے جو کچھ دیا ہے وہ اس کی راہ میں خرچ کرو۔صلوٰۃ کا لفظ جو یہاں نمایاں کر کے دیا گیا ہے اس سے مراد عام عبادت یعنی نماز نہیں۔ ایک دعا تو وہ ہے جو تدبیر اور دعا کو بریکٹ کرنے کی کیفیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔یعنی دعا کرتے وقت انسان خدا کی حمد بیان کرتا ہے اس کی قدوسیت بیان کرتا ہے اور اس کی تمام صفات کو اپنے ذہن میں حاضر رکھتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اے خدا ہم کمزور ہیں ہم حتی الوسع طاقت خرچ کر رہے ہیں۔ ہم خلوص رکھتے ہیں اور نیک نیت بھی ہیں۔مگر نہیں کہہ سکتے کہ ہماری نیتیں نیک ہیں اور ہمارا خلوص واقعہ میں خلوص ہے اور ہماری جو کوشش ہے واقعہ میں مقبول ہونے والی ہے تو ہماری کوششوں کو قبول کر۔اس آیت میں صلوٰۃ کے لفظ کو جو علیحدہ کیا گیا ہے یہ میرے نزدیک یہ بتانے کے لئے ہے کہ یہ دعا بھی ہونی چاہئے کہ اے خدا تو ہماری دعا قبول کر۔ پس دعائیں دو قسم کی ہیں ایک دعا وہ ہے جو انسان تسبیح اور تحمید کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور جھک کر مانگتا ہے اور ایک دعا وہ ہے جو انسان خدا سے مانگتا ہے کہ اے خدا تو ہماری دعاؤں کو قبول کر کیونکہ محض دعا سے

ہمیں تسلی نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ قبول نہ ہو۔ اسی لئے اس آیت میں صلوٰۃ کے لفظ کو دوبارہ لایا گیا ہے کیونکہ عام نماز تو صبر کے لفظ کے اندر آجاتی ہے۔

یہاں وہی مضمون نسبتاً وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے جو سورہ فاتحہ میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں بیان ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی بڑی لطیف تشریح کی ہے کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ (ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کا مطلب یہ ہے کہ تو نے ہمیں جو بھی قوتیں اور طاقتیں عطا کی ہیں ہم ان سب کو خرچ کرتے ہوئے تیری عبادت کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص عمل نہ کرے اور صرف دعا کرے تو وہ شوخی دکھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ میں نے جو تمہیں دیا تھا۔ اس سے تو تو نے فائدہ نہیں اُٹھایا پھر تو مجھ سے اور کیوں مانگ رہا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ماں باپ بعض اوقات اپنے بچوں کے ساتھ اس قسم کا سلوک کرتے ہیں کہ بعض بچوں کو انہوں نے اپنی طاقت کے مطابق چونی، اٹھنی، روپیہ یا دو روپیہ دیئے ہوتے ہیں وہ انہیں خرچ نہیں کرتے اور اَور رقم مانگ لیتے ہیں۔ انہیں ماں باپ کہتے ہیں جو پیسے ہم نے پہلے تمہیں دیئے تھے وہ خرچ کر لو پھر ہمارے پاس آجانا اور پیسے لے لینا لیکن جب تک تم وہ پیسے خرچ نہیں کرتے اس وقت تک ہمارے نزدیک تمہیں اَور پیسوں کی ضرورت نہیں اس لئے ہم تمہیں اور پیسے نہیں دیتے۔ اس طرح ہمارا پیار کرنے والا ربّ ہم سے یہ تقاضا کرتا ہے اور یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اس نے ہمیں جو کچھ دیا ہے وہ اس کی راہ میں خرچ کریں اور پھر اس سے دعا کریں۔ دعائیں تبھی قبول ہوتی ہیں جب انسان پہلے عبودیت کا تقاضا پورا کرے یعنی جو کچھ خدا نے اسے دیا ہے وہ اس کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے تیار ہو جائے اور پھر اس سے دعا کرے کہ اے خدا جو کچھ تُو نے ہمیں دیا تھا ہم نے وہ تیری رضا کے حصول کے لئے اور تیرے حکم کے مطابق اور تیری شریعت کی پابندی میں تیرے حضور پیش کر دیا ہے لیکن اس وقت محض ان چیزوں کا تیرے حضور پیش کرنا ہمارے لئے کافی نہیں۔ ہمارا انجام بخیر ہونا چاہئے اس لئے تو ہمیں ثبات قدم دے۔

استعانت میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ اگر آج انسان اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں دے دے اور کل باغی ہو جائے اور شیطان کی طرف جھک جائے تو دو ایک روز پہلے یا ایک سال پہلے جو اس نے خدا کی راہ میں دیا تھا یا دیتا رہا تھا اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے انسان سارا کچھ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد اس سے دو چیزیں مانگے۔ ایک یہ کہ ہمیں اَور دے اور دوسرے یہ کہ ہمیں ثبات قدم دے تا ہم اسی طرح

قربانیاں دیتے رہیں اور ہماری خوش قسمتی بدبختی میں نہ بدل جائے۔ ہماری سعادت شقاوت میں نہ بدل جائے۔اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کے مقابلہ میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ ہے کیونکہ اللہ ہی وہ ہستی کامل ہے جو تمام صفات حسنہ سے متصف ہے۔تمام عیوب سے پاک اور منزہ ہے۔ وہ ہر قسم کی قدرتوں والی ہے اس کا تصرف ذرّہ ذرّہ پر ہے کوئی خیر ایسی نہیں جس کا سرچشمہ وہ نہ ہو وہ کسی بدی سے اور بدنتائج اور بدانجام سے بچنا ممکن ہی نہیں۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے اس کا فیصلہ نہ کرے۔ یہ ساری باتیں جن کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے جب ہمارے سامنے آتی ہیں تو ہمارے دل میں اس پاک وجود کی محبت پیدا ہوتی ہے اور پھر ہمارے دل اس چشمہ فیض کے مقابلہ میں جس نے ہر چیز کو خیر پہنچانے کے لئے اپنے احاطہ قدرت میں گھیرا ہوا ہے ایک چشمہ اُور پھوٹتا ہے اور وہ ہے اپنے ربّ کے لئے حمد کا چشمہ۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی خوبیوں کا سرچشمہ ہے وہ تمام صفات حسنہ سے متصف ہے۔ جب انسان اس کا عرفان حاصل کرتا ہے تو اس کے دل سے حمد کے چشمے پھوٹ پھوٹ کر آستانہ الوہیت پر بہنے لگ جاتے ہیں اور محبت کا عظیم سمندر انسان کے سینہ میں جوش مارنے لگتا ہے اور پھر حقیقتاً عبودیت کے مقام کو حاصل کرتا ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی اتنی عظمت دیکھتا ہے تو اس کو یہ یقین اور معرفت بھی حاصل ہو جاتی ہے کہ میں لاشئ محض ہوں جب تک اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت کے فیض سے مجھے مستفیض نہ کرے۔جسمانی لحاظ سے، ذہنی لحاظ سے، اخلاقی لحاظ سے اور روحانی لحاظ سے میرا قائم رہنا ممکن ہی نہیں۔اس لئے انسان استعانت طلب کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا ہے اور کہتا ہے کہ اے میرے ربّ تو نے مجھے بہت کچھ دیا ہے اور میرا دل تیری حمد سے معمور ہے لیکن مجھ سے یہ برداشت نہیں ہو سکتا کہ میرا تعلق تجھ سے ایک لحہ کے لئے بھی قطع ہو جائے اور ہمارے درمیان ایک بُعد پیدا ہو جائے اگر تمہاری ربوبیت کا فیض میرے جسم کو نہ پہنچا اور میری جسمانی قوتوں کو تمہاری ربوبیت کا فیض نہ پہنچا تو مجھ پر ایک موت وارد ہو جائے گی۔اگر تمہاری ربوبیت کا فیض میرے ذہن اور حافظہ کو نہ پہنچا تو میں دیوانہ ہو جاؤں گا۔ میں نسیان کی بیماری میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ اگر تمہاری ربوبیت کا فیض میری اخلاقی قوتوں کا سہارا نہ بنا تو میں نہایت بداخلاق انسان بن جاؤں گا۔جس پر شیطان تو خوش ہو سکتا ہے لیکن اے میرے ربّ تیری رضا کی نگاہ پھر مجھ پر نہ پڑے گی اور اگر تیری ربوبیت کا فیض میری روحانیت کی بنیاد نہ بنے اور روحانی رفعتوں کے لئے تیرا مستعد اور حرکت میں آنے والا مضبوط ہاتھ سہارا نہ دے تو میں روحانی

رفعتوں کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لئے جو کچھ میرا تھا وہ میں نے تجھے دے دیا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے اَور دے اور میری یہ دعا بھی ہے کہ تو ہر وقت ربوبیت کے فیض سے مجھے فائدہ پہنچاتا رہے تا کہ کسی وقت بھی شیطان مجھ پر کامیاب حملہ نہ کر سکے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ رمضان کو صبر کا مہینہ کہا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ فرمایا ہے کہ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ رمضان کی عبادتوں کو توجہ، ہمت اور عزم سے ادا کرو اور اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ ادا کرو۔ عاجزی، فروتنی اور انکسار کے ساتھ ادا کرو۔ دوسروں پر صرف عدل اور انصاف ہی کا ہاتھ نہ رکھتے ہوئے بلکہ ان کے سروں پر جود اور سخا کا ہاتھ رکھتے ہوئے اور اپنے نفس کو بُرائیوں سے بچاتے ہوئے ان عبادات کو ادا کرو اور اپنے نفس کو شریعت کے احکام کا اس طرح پابند کرتے ہوئے ادا کرو کہ پھر احکام شریعت اور نفس انسانی میں دوری پیدا نہ ہو سکے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے یہ بھی کہو کہ اے خدا تو نے مجھے جو کچھ دیا تھا میں نے اس سے کام لیا ہے اور اتنا کام لیا ہے جتنی میری طاقت تھی۔ لیکن اے میرے ربّ تو نے ہمیں مزید رفعتوں کے حصول کی استعداد عطا کی ہے۔ ان مزید رفعتوں کے حصول کے لئے جس چیز کی بھی ضرورت ہے وہ ہمیں عطا کر۔ ہم تیرے ناشکرے بندے ثابت نہیں ہوئے لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم اپنی طاقت سے آئندہ بھی ناشکر گزار بندے نہیں بنیں گے۔ اس لئے تیرے حضور ہماری یہ التجا بھی ہے کہ تو ہمیں ہمیشہ اپنے ہاتھ کا سہارا دے تو ہمیں ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھ تا کہ ہم ہمیشہ ہی تیرے شکر گزار بندے بنے رہیں۔

پس یہ مہینہ صبر کے ساتھ اور ثابت قدمی کے ساتھ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے ساتھ باندھنے کا ہے تا حقوق اللہ اور حقوق العباد اس رنگ میں ادا ہو جائیں جس رنگ میں کہ ہمارا ربّ چاہتا ہے کہ ہم ادا کریں اور نہایت عاجزی اور فروتنی کے ساتھ اور نفس کے ہر قسم کے موٹاپے کو اپنے پیچھے چھوڑتے ہوئے ادا کریں تا کہ ہمارے لئے مغفرت کے سامان ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ ایسے سامان کر دے کہ جو کچھ ہمیں ملا ہے اس حد تک بھی ہم اللہ تعالیٰ کے قرب کو اس کے نتیجہ میں حاصل کرنے والے ہوں اور اپنی استعداد کے مطابق جس قسم کی رفعتیں ہم حاصل کر سکتے ہیں وہ رفعتیں ہم حاصل کر سکیں۔ ہمارا ربّ کریم، ہمارا ربّ رحیم اور ہمارا ربّ غفور پردہ پوشی سے کام لے۔ اپنے فضل سے کام لے، اپنی ربوبیت کے فیض سے ہمیں ہمیشہ مستفیض کرتا رہے تا ہم اپنی استعداد کے کمال تک پہنچ جائیں۔ یہ وہ

سبق ہے جو رمضان کا مہینہ ہمیں دیتا ہے یہ وہ برکات ہیں جو رمضان کے مہینہ میں ہم حاصل کر سکتے ہیں خدا کرے کہ ہم اس سبق کو ہمیشہ ہی یاد رکھیں۔ ماہ صبر ہو یا دوسرے مہینے ہوں اور خدا کرے کہ جن برکات کے دروازے رمضان کے ماہ میں ہمارے لئے کھولے گئے ہیں وہ دروازے ہمیشہ ہی کھلے رہیں اور ہم ہمیشہ ہی خدا کی راہ میں صبر کرنے والے ہوں جن کے متعلق اس نے کہا ہے کہ میں ان لوگوں سے محبت کرتا ہوں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۳۰؍اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۳ تا ۵)

☆......☆......☆